بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظہور ۱۳۵۰ ہش — اگست ۱۹۷۱ء

ایڈیٹر
محمد شفیق قیصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچّوں اور بچّیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ
تشحیذ الاذہان
ربوہ

ظہور ۱۳۵۰ہش

(اگست ۱۹۷۱ء)

جلد ۱۴ | رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۱۲۵ | شمارہ ۸

زیر سرپرستی :-
شفیق قیصر

مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

زیر نگرانی :-

منیر الدین شمس ٭ ظفر احمد سرور ٭ مبارک احمد

کتابت :- حمید الدین

سالانہ چندہ ۵ روپے ٭ فی پرچہ ۵۰ پیسے
ہوائی ڈاک ۱۸ روپے ٭ سمندری ڈاک ۸ روپے

پبلشر :- محمد شفیق قیصر

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ تشحیذ الاذہان
دار الصدر جنوبی - ربوہ

فون نمبر ۷۸

محفلِ تشحیذ

پیارے بچّو! اچھے بچّوں میں تین بنیادی اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ وہ تین اوصاف ہیں دیانت۔ محنت اور علم۔ ان تین خوبیوں کے بغیر آپ دین کے سچّے خادم نہیں بن سکتے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اِس لئے پیدا کیا ہے کہ بڑے ہو کر اسلام کی خدمت کریں۔ اور وہ خدمت یہ ہے کہ اسلام کو دُنیا میں پھیلائیں۔ اِس کے لئے ضروری ہے کہ ہم دیانتدار، محنتی اور عالم باعمل ہو، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تین خوبیوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

"جب تک کسی میں تین صفتیں نہ ہوں وہ اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کے سپرد کوئی کام کیا جائے۔ اور صفتیں یہ ہیں۔ دیانت۔ محنت۔ علم۔ جب تک یہ تینوں صفتیں موجود نہ ہوں تب تک انسان کسی کام کے لائق نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص دیانتدار اور محنتی بھی ہو لیکن جس کام میں اسے لگایا گیا ہے اسکے مطابق علم اور ہُنر نہیں رکھتا تو وہ اپنے کام کو کس طرح پورا کرے گا۔ اور اگر علم رکھتا ہے محنت بھی کرتا ہے لیکن دیانت دار نہیں تو ایسا آدمی بھی رکھنے کے لائق نہیں۔ اور اگر علم و ہُنر بھی رکھتا ہے اپنے کام [illegible]

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشعلِ راہ

بچپن کی بعض کھیلیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"تیراندازی ہے، غلیل چلانا ہے۔ اس سے ورزش بھی ہوتی ہے۔ بچے شکار کے لئے باہر جاتے ہیں اور دُور نکل جاتے ہیں اور اس طرح تازہ ہوا بھی کھاتے ہیں۔ بدن بھی مضبوط ہوتا ہے۔ غلیل چلانے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔ اس کے مقابلے کرائے جا سکتے ہیں کہ کون زیادہ دُور تیر پھینکتا ہے یا غلیلہ پھینک سکتا ہے۔ غلیل جتنی سخت ہو مگر لچکنے والی ہو اُتنا ہی غلیلہ زیادہ دُور جاتا ہے۔ مگر اُسے لچکانے کے لئے طاقت ضروری ہوتی ہے۔ جتنا کوئی زیادہ مضبوط ہو اتنا ہی زیادہ دُور غلیلہ پھینک سکتا ہے کیونکہ وہ اتنا ہی غلیل کو زیادہ کھینچ کر لچکا سکتا ہے۔ یہ چیز ورزش کا بھی موجب ہے شکار کے لئے زیادہ چلنا پڑتا ہے۔ تازہ ہوا کھانے کا بھی موقع ملتا ہے۔ اور پھر یہ ساری عمر کام آتی ہے۔ غلیل چلانے والا بندوق کا نشانہ بندوق پکڑتے ہی سیکھ سکتا ہے۔ ہم بچپن میں غلیل چلایا کرتے تھے۔ اور مجھے یاد نہیں کہ کسی نے کبھی مجھے بندوق کا نشانہ سکھایا ہو۔ پہلی دفعہ شیخ عبدالرحیم صاحب کہیں سے بندوق مانگ کر لائے۔ مَیں اس وقت بہت چھوٹا تھا اور وہ پہلا نشانہ تھا۔ انہوں نے پیچھے سے پکڑ رکھا اور مَیں نے بندوق چلائی۔ گو مَیں خود بھی گر پڑا مگر جس جانور کا نشانہ کیا تھا وہ بھی گر گیا۔ اِدھر مَیں گرا اور اُدھر وہ۔ مَیں نے دیکھا ہے بعض لوگ جو سپاہیوں میں بھرتی ہوتے ہیں وہ مدّتوں اِس وجہ سے افسروں کی گھرکیاں کھاتے ہیں کہ ٹھیک نشانہ نہیں کر سکتے۔ اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ بچپن میں کوئی ایسا کام نہیں کیا ہوتا کہ نشانہ کی مشق ہو سکے۔ اگر بچپن میں تیر یا غلیلہ چلانے کی مشق ہو۔ تو جب بھی بندوق چلانے لگیں فوراً نشانہ درست ہو سکتا ہے اور پھر اس سے بچپن میں صحت بھی درست ہو سکتی ہے۔ اچھی ہوا سے تروتازگی حاصل کر سکتے ہیں۔ ذہنوں میں بھی روشنی پیدا ہو سکتی ہے اور پھر بڑے ہو کر یہی کھیل ان کے لئے ایک ہُنر ثابت ہو سکتا ہے۔" (مشعلِ راہ ۱ صفحہ ۱۹۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متکبّر بادشاہ اور جالینوس

جالینوس ایک بہت مشہور حکیم گزرا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے علاج معالجہ میں بڑی مہارت عطا کی تھی۔ بسا اوقات ایسے مریض بھی جو لاعلاج سمجھے جاتے تھے اس کے علاج سے بفضلِ خدا صحت یاب ہو جاتے تھے۔ بادشاہ بھی اس کی لیاقت کا قائل تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ مجلس میں جالینوس کا ایک واقعہ سُنایا۔ وہ واقعہ بہت سبق آموز ہے۔ بچّوں کو واقعہ ہم حضورؑ ہی کے الفاظ میں سُناتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

"کہتے ہیں جالینوس حکیم ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔ بادشاہ کی عادت تھی کہ ایسی ردّی چیزیں کھایا کرتا تھا جس سے جالینوس کو یقین تھا کہ بادشاہ کو جذام ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ بادشاہ کو روکتا تھا۔ مگر بادشاہ باز نہ آتا تھا۔ اس سے تنگ آ کر جالینوس وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کے جسم پر جذام کے آثار نمودار ہوئے تب بادشاہ نے اپنی غلطی کو سمجھا۔ اس نے انکسار اختیار کیا۔ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور خود فقیرانہ لباس پہن کر وہاں سے چل نکلا اور جالینوس کے پاس پہنچا۔ جالینوس نے اس کو پہچان لیا۔ بادشاہ کی تواضع اسے پسند آئی۔ پورے زور سے اس کے علاج میں مصروف ہُوا۔ تب خدا تعالیٰ نے بادشاہ کو شفا دی۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۸۶-۲۸۷)

بادشاہ اور جالینوس کے اِس واقعہ سے ہمیں ایک بہت بڑا سبق ملتا ہے۔ وہ سبق یہ ہے کہ تکبر بہت ہی خطرناک بُرائی ہے۔ بادشاہ میں تکبّر پایا جاتا تھا جبھی تو وہ حکیم جالینوس کی نصیحت نہیں مانتا تھا۔ آخر اسے اس کی سزا بھگتنی پڑی۔ جذام جیسے مُوذی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اگر بادشاہ تکبّر نہ کرتا اور جالینوس کی بات مان لیتا تو ایسے خطرناک مرض میں مبتلا نہ ہوتا۔ آخر بادشاہ نے عاجزی اور انکسار اختیار کیا۔ فقیرانہ لباس پہن کر خود جالینوس کے پاس گیا۔ خدا تعالیٰ کو اس کی یہ عاجزی پسند آئی اللہ تعالیٰ نے جالینوس کے دل میں رحم ڈالا اسنے بہت دل لگا کر بادشاہ کا علاج کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ صحتیاب ہو گیا۔

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قصر احمدیت

(فہیم احمد صالح ابن چوہدری رحمت علی صاحب مسلم ایم-اے)

نماز مغرب کے معاً بعد درس قرآن مجید ہوتا تھا۔ "وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ" میں اٰخرۃ کے معنی ہیں "بعد میں آنے والی موعود باتیں"۔ یہ قرآن میں مومنوں کی نشانی بتائی گئی ہے کہ وہ نہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں بلکہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے قبل نازل ہوا اور بعد میں آنے والی موعود باتوں پر بھی یقین رکھتے ہیں"۔ درس ابا جان دیا کرتے تھے انہوں نے اس کی تفصیل میں بتایا کہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بھی مراد ہے اور مومن وہ ہے جو آپ کی حقیقی باتوں کو مان لے اور احمدیت میں داخل ہو جائے۔ سچائی اور مستقبل کی سچی خبریں صرف نبی تک ہی محدود نہیں ہوتیں بلکہ اُن کے سچے دل سے ماننے والوں کو بھی اس کا پتہ چل سکتا ہے۔

درس قرآن مجید ختم ہوا۔ بعد میں چند دوست بیٹھ گئے اور بالاٰخرۃ کی تشریح چاہی ابا جان بولے "میاں اس سے مراد وہ حقائق ہیں جن سے انسان کو واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ خدا اپنے پیاروں کو سچی چیز سے آگاہ کر دیتا ہے اور اسے ایسے مستقبل کے راز بتا دیتا ہے جن سے عام انسان محروم ہیں۔ یہ حقیقی باتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی خدا اپنے برگزیدہ بندوں کے دلوں میں ڈالتا رہے گا۔ اور مومن وہ ہیں جو ان پر یقین رکھیں"۔ کچھ دیر کے توقف کے بعد بولے "میرا یقین ہے کہ خدا اب بھی بولتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی لئے فرماتے ہیں ؎

وہ خدا اب بھی جسے چاہے بناتا ہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
اور یہی خدا کی ہستی کا ثبوت ہے"

ایک دوست بولے "خدا اپنے نبیوں کے علاوہ بھی اپنے بندوں کو حقائق کا پتہ دیتا ہے اس کا کوئی واقعہ بتائیں"۔

ابا جان نے آغاز کیا "میں اس وقت احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ ہوُا تھا اور مَیں احمدی نہ ہوتا اگر خدا مجھ پر رحم نہ کرتا اور یہی سوچتا رہتا ؎

ابنِ مریم مرگیا یا زندۂ جاوید ہے ؟

اور اسی طرح رائیگاں زندگی تمام مسلمانوں کی طرح بلا معرفت ختم ہو جاتی۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب احمدی تھے دسویں جماعت کا امتحان پاس کرنے کے بعد مَیں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مہدی معہود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور مجھے یہ صدق و صفا کا مجسمہ نظر آئیں۔ دل نے گواہی دی ؎

یارو مسیحِ وقت کہ تھی جن کی انتظار
راہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مرگئے
آئے بھی اور آکے چلے بھی گئے وہ آہ
صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصے میں کرگئے

دل صاف تھا خدا تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اے میرے ربّ مَیں تیرے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں۔ اگر یہ احمدیت سچّی ہے تو مجھے اس کا پروانہ بنا دے اور اگر جھوٹ تو میرے دل سے اس کا خیال نکال دے۔ خدا کی رحمانیت جوش میں آئی میرے مولا کو نہ جانے میری کونسی نیکی پسند آ گئی اور اس نے چاہا کہ میرا بندہ حق کی طرف آجائے۔ عشاء کی نماز ادا کی اور بستر پر ہی دعا کرتا ہوُا لیٹ گیا۔ کچھ دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بلائے عظیم سیلابِ ناگہاں کی طرح میری طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ شکل و صورت سے ہاتھی کی طرح ہے لیکن جسم و حجم میں کئی گنا بڑی ہے۔ حیران و ششدر اس کی طرف دیکھتا ہوں اور سکتے کے عالم میں خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اے میرے خدا مَیں آفت و مصیبت زدہ بندہ تیرے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں۔ یہ کیسی بلا ہے مجھے اس سے نجات بخش۔ فضا میں سکوت طاری تھا۔ مَیں پریشانی کے عالم میں تھا۔ ایسا سناٹا تھا جیسا طوفان سے قبل سمندر میں ہوتا ہے۔ شاید میری سوئی ہوئی قسمت بیدار ہونے کے لئے کروٹیں بدل رہی تھی۔ مَیں نے دعا جاری رکھی اور چند لمحوں کے بعد اپنے آپ کو ایک اُونچے مینار کے سامنے پایا۔ میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ خدا کا شکر ادا کیا اور اس کے گرد پھرنے لگا تاکہ دروازہ تلاش کر کے اس کے اُوپر چڑھ سکوں مگر وہاں کوئی دروازہ نہ تھا۔ گولہ توپ سے نکلنے والا تھا سیلاب کا بند ٹوٹنے کو تھا۔ بلا میری طرف مسلسل بڑھ رہی تھی۔ خدا مجھے پھر یاد آ گیا۔ اے میرے خدا تُو نے میرے بچنے کی سبیل نکالی تھی مگر مَیں اُوپر کیسے چڑھوں اس کا تو کوئی دروازہ ہی نہیں۔ مَیں نے دعا مانگتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ اچانک مَیں نے اپنے آپکو مینار کی چوٹی پر پایا۔ اور وہ بلا مجھ سے کئی ہزار فٹ نیچے چُوہے کی جسامت کے برابر نظر آ رہی تھی۔ مَیں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتنی دیر میں بلا نے سونڈھ گرا دی اور سر جھکا دیا جیسے شکست پر نادم ہو۔ پھر ایسے معلوم ہوا جیسے وہ کہہ رہی ہو اچھا رحمت علی بچ نکلے۔ اور پھر وہ وہاں سے چلی گئی۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میرے کانوں میں آواز پڑی اور میرا دل اور زبان ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے "قصرِ احمدیت"۔ مَیں نے سوچ لیا کہ بس اب نجات قصرِ احمدیت میں ہی ہے۔ اور یہ بات مَیں نے اپنے دوستوں کو بھی بتا دی۔ میرے ماں باپ بہن بھائی میں سے کوئی احمدی نہ تھا مَیں ان سب کو چھوڑ کر احمدی ہو گیا۔"

یہ واقعہ سُنکر مَیں نے سوچا کہ خدا اپنی قدرتوں سے جس کو چاہے حق کا رستہ دکھا دیتا ہے۔ اس کے رستے میں لاکھ رکاوٹیں ہوں وہ ان کو اپنے ہاتھ سے ہٹا دیتا ہے کوئی اس کی طرف ایک قدم چلے وہ دس قدم چل کر اس کی طرف آتا ہے۔ وہ پیارا خدا عجیب عجیب معجزات دکھاتا ہے لیکن دلوں کے اندھے ان نشانات کو نہیں دیکھ سکتے۔ جو اِس دُنیا میں اندھے ہیں وہ دین و دُنیا اور آخرت میں بھی اندھے ہی رہتے ہیں۔ ویسے حق کے لئے ایک نشان ہی کافی ہوتا ہے۔ ؏

اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوفِ کردگار

❊

قائدِ اعظمؒ نے فرمایا

"خدائے عظیم و برتر کی قسم جب تک ہمارے دشمن ہمیں اُٹھا کر بحیرۂ عرب میں نہ پھینک دیں ہم ہار نہ مانیں گے، پاکستان کی حفاظت کے لئے مَیں تنہاء لڑوں گا، اس وقت تک لڑوں گا جب تک میرے ہاتھوں میں سکت اور میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود ہے، مجھے آپ سے کہنا ہے کہ اگر کوئی ایسا وقت آ جائے کہ پاکستان کی حفاظت کے لئے جنگ لڑنی پڑے تو کسی صورت میں ہتھیار نہ ڈالیں۔ پہاڑوں، جنگلوں، میدانوں اور دریاؤں میں جنگ جاری رکھیں۔"

❊

"ہر صورت میں اخلاص سے کام لو موت سے خوف نہ کھاؤ۔ ہمارا دین کہتا ہے کہ ہمیں موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اسلام اور پاکستان کی حُرمت کے تحفظ کے لئے ہمیں نہایت جاں داری سے موت کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ مسلمان کے لئے بہترین راہِ نجات یہ ہے کہ وہ حق و صداقت کی خاطر شہید کی موت مر جائے۔"

(طلبہ سے خطاب۔ لاہور)

(مرسلہ:۔ طارق احمد بٹ۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماں باپ کی اطاعت

(طارق محمود قریشی۔ حسن پور ضلع ملتان)

حضرت بایزید بسطامیؒ بڑے نیک آدمی تھے۔ ایک دفعہ رات کو ان کی والدہ نے اُن سے پانی مانگا۔ وہ فوراً اُٹھے۔ گھڑا خالی تھا پانی لانے کے لئے باہر گئے۔ جب پانی لائے تو ان کی والدہ سو چکی تھیں۔ وہ پانی کا پیالہ لئے پاس کھڑے رہے۔ جب وہ اُٹھیں تو انہیں پانی دیا۔

یہ ماں باپ کی اطاعت کا حق ہے اور ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ماں باپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے

"جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

یعنی والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری بہشت میں لے جائے گی۔

والدین کی اطاعت اور خدمت کے فریضہ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"جو شخص اپنے ماں باپ کی اطاعت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں۔ ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپروا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوح)

پس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا پورا پورا موقع دے۔ آمین ؂

ماہنامہ
تشحیذ الاذہان ربوہ

احمدی بچّوں اور بچّیوں کا پیارا رسالہ ہے اس کی توسیع اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیجئے۔

(مینیجر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

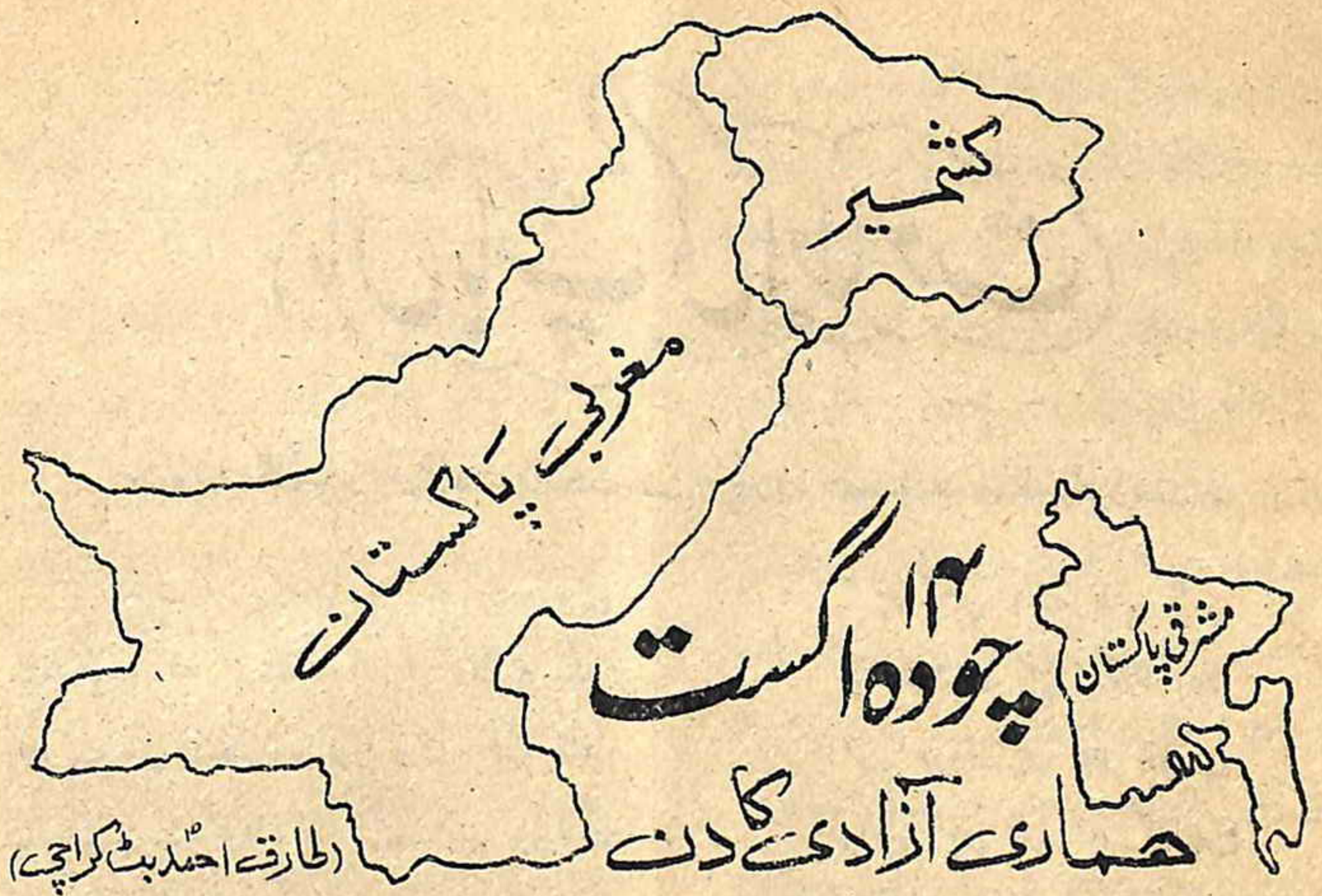

۱۴ چودہ اگست

ہماری آزادی کا دن

(طارق احمد بٹ کراچی)

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا ملک آزاد ہوا تھا۔ ہر سال اِس تاریخ کو یومِ آزادی بڑے جوش و خروش اور دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ یہ آزادی ہمیں کِس طرح حاصل ہوئی؟ اس کی تاریخ بہت لمبی اور دلچسپ ہے یہاں مختصر سی تاریخ پیش کی جاتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان مشکلات، تکالیف اور صبر آزما جدّوجہد کے بعد معرضِ وجود میں آیا۔

پاکستان کی تحریک مسلم لیگ کے ہاتھوں پروان چڑھی۔ مسلم لیگ کی بنیاد ۱۹۰۶ء میں رکھی گئی تھی۔ اس کی زندگی کے تین دَور ہیں۔ پہلے دَور میں وہ مسلمانوں کی جُداگانہ قومی ہستی منوانے کے لئے کوشاں رہی اور مسلمانوں کے لئے جُداگانہ انتخاب منظور کروایا۔ اسی بناء پر ۱۹۱۶ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان ایک سمجھوتہ ہوا جو "میثاقِ لکھنؤ" کے نام سے مشہور ہے۔

دوسرے دَور میں مسلم لیگ کی کوشش یہ رہی کہ کانگریس کے ساتھ ایسا سمجھوتہ ہو جائے جس میں مسلمانوں کے جُداگانہ قومی حقوق کے لئے کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ اس سمجھوتے سے ناامیدی ہو گئی تو مسلم لیگ نے قائداعظم کی سرکردگی میں آزاد اسلامی حکومت کا نعرہ بلند کیا اور وہ اپنی زندگی کے تیسرے دَور میں داخل ہو گئی۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس لاہور کے اقبال پارک (منٹو پارک) میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منعقد ہوا جہاں ۱۹۶۶ء میں "یادگارِ پاکستان" تعمیر کی گئی۔ ۲۳۔مارچ کے اجلاس کی صدارت قائداعظم نے کی۔ اُن کی صدارتی تقریر کے بعد مولوی ابوالقاسم فضل الحق نے وہ نہایت اہم قرارداد پیش کی جو بعد میں قراردادِ پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ قائداعظم نے اس قرارداد کی وضاحت کے لئے انگلستان کے ایک رسالے "ٹائم اینڈ ٹائڈ" میں ایک مضمون لکھا جس میں واضح کیا کہ مسلمان ایک علیحدہ ملّت ہیں اُن کی تہذیب اور ثقافت ہندوؤں کی تہذیب اور ثقافت سے بالکل جُدا ہیں۔ مسلمان قوم صرف اپنی انفرادیت کو قائم رکھنے کے لئے ایک قومی وطن کا مطالبہ کرتی ہے اور یہ وطن انہی علاقوں میں قائم ہو سکتا ہے جہاں مسلمانوں کی آبادی ہندوؤں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔

مسلمانوں کو ایک روشن نصب العین مل گیا تھا۔ قائداعظم تحریک کے علم بردار تھے جن کے خلوص، تدبّر اور عزم و ہمّت کی اس ملک کا ہر ذرّہ گواہی دے رہا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں انگریزوں کو بھی یقین ہو گیا کہ ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ مسلمانوں کو مطمئن کئے بغیر طے نہیں ہو سکتا۔ یہ تحریک پاکستان کی کامیابی کا پہلا سنگِ میل تھا۔

اب حکومت اور کانگریس کی طرف سے یہ کوششیں ہونے لگیں کہ کسی طرح مسلم لیگ کو راضی کر کے تقسیم کو روکا جائے۔ مسلمانوں کی طرف سے تنہاء قائداعظم ترجمانی فرما رہے تھے۔ انہوں نے ہر موقع پر یہی کہا کہ مسلمان کسی طبقے کا کوئی جائز حق چھیننا نہیں چاہتے۔ انہیں خدا نے ایک مستقل قوم کی حیثیت عطا کی ہے اس حیثیت کو تسلیم کرو۔ ملک کو دو حصّوں میں تقسیم کرو۔ ایک حصّے میں مسلمانوں کی اکثریت ہو اور دوسرے میں غیر مسلموں کی۔ دونوں حصّوں کی اقلیتوں کے تمام حقوق پوری طرح محفوظ ہونے چاہئیں۔

آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ ملک بھر کی قانون ساز مجلسوں کے انتخابات نئے سرے سے ہوں اور جو نمائندے چُنے جائیں ان کی مرضی کے مطابق ملک کے آئندہ نظام کا فیصلہ کر دیا جائے۔ انتخابات کا مقصد یہ تھا کہ کانگریس اور مسلم لیگ کے اثر و اقتدار کی حقیقی حیثیت واضح ہو جائے ۱۹۴۶ء میں انتخابات ہوئے۔ مسلمانوں کی بہت زیادہ نشستیں لیگ کے قبضہ میں آ گئیں اور غیر مسلموں کی اکثر نشستوں پر کانگریس قابض ہو گئی۔

جب واضح ہو گیا کہ مسلم لیگ تقسیم ملک کے سوا راضی نہ ہو گی تو مخالفوں نے یہ جھگڑا کھڑا کیا کہ پنجاب اور بنگال کے جن اضلاع میں غیر مسلموں کی تعداد زیادہ ہے انہیں الگ کر کے ہندوستان میں شامل کر لیا جائے۔ حکومت نے یہ مطالبہ مان لیا۔ دراصل وہ تقسیم کو روکنا چاہتی تھی۔ اب مسلم لیگ کے سامنے دو راستے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے. ایک یہ کہ تقسیم کا مطالبہ چھوڑ کر ملی جُلی حکومت بنانے پر راضی ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ جتنے اسلامی خطّے کو آزاد کرایا جا سکتا تھا آزاد کرا لیا جائے۔ مسلم لیگ نے غور و فکر کے بعد دوسرا راستہ اختیار کیا چنانچہ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو ملک کی تقسیم کے متعلق حکومت کا اعلان جاری ہو گیا۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو انگریزی حکومت کا دَور ختم ہو گیا اور متحدہ ہندوستان کی جگہ دو آزاد حکومتیں وجود میں آ گئیں۔ ایک، پاکستان اور دوسری ہندوستان۔ حدبندی کے کمیشن نے ۱۷ اگست کو اپنا فیصلہ سُنایا اور کم از کم ایسی سات تحصیلیں ہندوستان کے حوالے کر دیں جن میں مسلمانوں کی تعداد سب قوموں سے زیادہ تھی اور ان کی حدیں مغربی پاکستان سے ملی ہوئی تھیں۔ اس غلط فیصلے سے قتل و غارت کا ایسا افسوسناک دَور شروع ہو گیا جس نے لاکھوں انسانوں کو ان کے آبائی وطن سے اُٹھا کر پاکستان دھکیل دیا جس سے نئی حکومت کی مشکلات زیادہ سے زیادہ بڑھ گئیں۔ اس غم نے قائداعظم کی صحت برباد کر دی۔ تاہم جو قدم اُٹھ چکا تھا اس کا پیچھے ہٹنا غیر ممکن تھا۔ قائداعظم کی ہمت اور عام پاکستانیوں کے صبر و استقامت سے تمام مشکلوں پر قابو پا لیا گیا اور جمہوری ریاست ایک روشن حقیقت بن گئی جو اس دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت ہے۔

اقبال نے پاکستان کا خواب دیکھا اور قائداعظم نے اس خواب کی تعبیر پاکستان کے وجود کی صورت میں پیش کر دی۔ اقبال کے اس جیتے جاگتے خواب کو پوری ملّتِ پاکستان ایک مقدس امانت سمجھ کر اس امانت کی حفاظت کر رہی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس پر جب بھی آنچ آئی ہے پوری قوم نے سینہ سپر ہو کر اپنی جان کی بازی لگا دی ہے اور اسے ہر طوفان سے محفوظ رکھا ہے۔ ہم اپنے عزم اپنے حوصلے، اپنی زبان اور اپنی تہذیب کو باقی رکھنے کے لئے جو بھی اجتماعی کوشش کریں گے وہ اقبال کے پیغام کا حصّہ اور قائداعظم کی آرزو کی تکمیل ہو گی ۔

سوال و جواب

سوال :- اگر میں تشحیذ کا خریدار بننا چاہوں تو کس پتہ پر منی آرڈر کروں ؟

جواب :- مینیجر تشحیذ الاذہان دفتر انجمن احمدیہ ربوہ

سوال :- کیا مجھے تشحیذ کا پہلا شمارہ مل سکتا ہے ؟

جواب :- اس کے لئے مینیجر صاحب تشحیذ کو لکھئے۔

(راجہ محمد افتخار پنجابی۔ حیدرآباد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا پاکستان کیوں وجود میں آیا؟

(منوّر احمد مرزا۔ بہاولپور)

یہ سوال آج سے پانچ سال پہلے میرے ذہن میں اُبھرا تھا جب میں دادا ابّا کے ساتھ ۱۴ اگست کو ان کی اُنگلی پکڑ کر بازار میں چراغاں دیکھنے گیا تھا۔ بازار میں ہر طرف گہما گہمی تھی۔ ہر چہرے پہ ایک خاص قسم کا تبسّم تھا۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی۔ مَیں نے چاہا کہ دادا جان سے پوچھوں کہ پاکستان کیونکر وجود میں آیا ہے۔ لیکن نہ جانے کیوں مَیں نہ پوچھ سکا۔ شاید شرم کی وجہ سے۔ مَیں شروع ہی سے شرمیلا واقع ہُوا ہوں۔ اس شرمیلے پن کی وجہ سے نہ جانے کتنی بار مَیں نے نقصان اُٹھایا ہے المختصر میرا وہ سوال جو میرے ذہن میں اُبھرا تھا ذہن میں ہی رہا۔ ہم گھر چلے آئے۔

ہر سال مَیں دادا ابّا کے ساتھ چراغاں دیکھنے جاتا اور نہ جانے کیوں اسی دن یہ سوال میرے ذہن میں پھر آجاتا۔ مجھے خود معلوم نہیں کہ وہ کونسی وجہ تھی جس کی بناء پر مَیں یہ سوال دادا ابّا سے نہیں کرتا تھا۔ خود ہی سوچتا رہتا۔ لیکن میرا معصوم ذہن اس کا حل تلاش نہ کر سکا اور پھر اچانک دادا ابّا اِس دُنیا سے رحلت فرما گئے جس کا مجھے بہت ہی افسوس ہُوا۔

آج مَیں پھر چراغاں دیکھنے جا رہا تھا۔ کیونکہ آج ۱۴ اگست تھا لیکن دادا ساتھ نہیں تھے بلکہ مَیں نے ابّاجان کی انگلی پکڑی ہوئی تھی۔ وہی سوال ایک بار پھر میرے ذہن میں آیا مَیں نے فوراً ابّاجان کے سامنے کر ڈالا اور پھر میں خود ہی حیران ہُوا کہ دادا جان سے یہ سوال پانچ برس تک نہ کر سکا اور ابّاجان کے سامنے کچھ وقت بھی نہ لگا۔ اپنے آپ پر ہنسنے لگا۔

ابّاجان نے ایک دم میری طرف دیکھا اور کہنے لگے۔ بیٹا بہت اچھا سوال کیا ہے۔ گھر چل کر اس کا جواب تفصیلاً بتائیں گے۔

چراغاں دیکھنے کے بعد ہم گھر چلے آئے مَیں نے ابّاجان کے سامنے ایک بار پھر سوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو دُہرایا۔ وہ کُرسی پر بیٹھ گئے اور میرے سوال کا جواب دینے لگے۔ بڑے اطمینان کے ساتھ وہ بول رہے تھے۔ بیٹا پاکستان بننے سے پہلے یہاں انگریزوں کی حکومت تھی اور پورے ہندوستان میں دو بڑی قومیں آباد تھیں۔ایک ہندو اور دوسری مسلمان۔ انگریز قوم نے دونوں پر دو سو سال تک حکومت کر چکی تھی۔ آخر یہ کہاں تک غلام رہتے۔ دونوں قوموں نے مل کر آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی اور کامیاب ہوئیں۔ لیکن ہمارے بعض عظیم راہنماؤں نے سوچا کہ مسلمان اور ہندو بھی اکٹھا نہیں رہ سکتے۔

مَیں نے فوراً سوال کر ڈالا کہ ابّا جان یہ دونوں قومیں اکٹھا کیوں نہیں رہ سکتی تھیں ابّا جان اس کا جواب بتا رہے تھے۔

بیٹا اس کے بہت سے اسباب ہیں، سب سے بڑی وجہ مذہب کی تھی۔ ہندو ذات پات کے قائل تھے اور مسلمان انسانی مساوات کے علمبردار۔ اِس لئے دونوں مذہبوں کا آپس میں اتحاد ناممکن تھا اور دوسرے آزادی کا ایک مفہوم جو خاص ہمارے لئے ہے وہ ایک مسلمان قوم کی حیثیت سے آزاد ہونا ہے۔ مسلمان قوم کی حیثیت سے آزاد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں ہم انفرادی حیثیت میں خدا کی بندگی کے لئے آزاد ہوں وہاں بحیثیت قوم بھی خدا کے احکام کی اطاعت کرنے کے لئے آزاد ہوں۔ اگر اس لحاظ سے آزاد نہ ہو تو ہماری آزادی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی شادی، موت اور پیدائش وغیرہ کی رسمیں اور تہواروں کے طور طریقے بھی ایک دوسرے سے مختلف تھے یہاں تک کہ دونوں کے قانون بھی الگ۔

ایک اور سبب جو زبان کا تھا وہ یہ ہے کہ مسلمان اُردو زبان بولتے تھے اور ملک میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اُردو بولی اور سمجھی جاتی تھی لیکن ہندو لیڈر اس حال میں اُردو نہیں بلکہ ہندی کی اشاعت پر زور دیتے تھے۔ اِس وجہ سے بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کا اتحاد گویا آگ اور پانی کو ملانا تھا۔ اور پھر مسلمان قوم ہندوستان میں فاتح قوم کی حیثیت سے آئے تھے۔ انہوں نے یہاں سینکڑوں سال تک حکومت کی تھی۔ مغلیہ خاندان کا زوال آیا تو انگریز نے مختلف چالوں سے کام لے کر یہاں اپنا قبضہ جما لیا تھا اور ہندوؤں کو اپنا حصہ دار بنا لیا تھا۔ اِس لئے مسلمان اپنا کھویا ہُوا وقار واپس لینا چاہتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی اِس زمین پر ایک ایسا خطّہ چاہتے تھے جہاں وہ بلا روک ٹوک خدا کا قانون نافذ کرنے میں آزاد ہوں۔ اپنی تہذیب کی پیروی کرنے کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزاد ہوں جو اللہ اور اس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ہم کو دی۔ یہی سب سے بڑی وجہ تھی جس نے ہمارے مسلمان لیڈروں کو اُکسایا کہ وہ ایک علیحدہ ملک کی تگ و دَو کریں۔ اس غرض سے علامہ اقبال نے پاکستان کا تصوّر پیش کیا جسے ایک خواب سمجھا گیا۔ ہمارے قائداعظم نے اس خواب کو سچ کر دکھایا۔ اور اس طرح پاکستان وجود میں آیا۔

تو میرے پیارے بہن بھائیو آؤ آج ہم اس خوشی کے موقع پر یہ عہد کریں کہ ہم خونِ جگر دے کر حاصل کئے ہوئے اپنے پیارے پاکستان اور اسلام کی سربلندی کے لئے جان تک کی بازی لگانے میں کبھی عار محسوس نہیں کریں گے۔ اور ہر وقت اسکی سلامتی۔ بلندی۔ وقار اور شہرت کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔ انشاء اللہ ؂

؂ اِس مرتبہ لطائف، خطوط اور دماغ لڑاؤ کی شدّت سے کمی محسوس ہوئی۔ مجموعی لحاظ سے شمارہ گوارہ رہا ؂

مرزا مظفر احمد کریم
صدر حیدر آباد سندھ

★

ایک خط

انتظار کی طویل سے طویل تر گھڑیاں گنتے گنتے جب آج جولائی کا شمارہ موصول ہُوا تو سب سے قبل ٹائیٹل پر نگاہِ شوق پڑی۔ بھیّا اس مرتبہ کا ٹائٹل تو اتنا پیارا اور حسین و جمیل تھا کہ اُف اللہ ہم تو کچھ کہہ بھی نہیں سکتے۔ اگر آپ ہر ماہ اسی طرح نیا ٹائیٹل پیش کریں تو تشحیذ اس سے بھی زیادہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے۔ اور جب اندر سے کھولا تو یہ دیکھ کر دل ہی ٹوٹ گیا کہ اِس مرتبہ آپ نے خاکسار کو تشحیذ میں جگہ عنایت نہ فرمائی۔ خیر... اور یہ دیکھ کر شدید صدمہ ہُوا کہ اِس مرتبہ چند کہانیاں نقل شدہ ہیں۔ مثلاً آصفہ شاکرہ صاحبہ نے بڑی خوبصورتی سے تشحیذ کے ایک بہت پُرانے شمارہ سے کہانی نقل کر کے "دعا کا اثر" کے عنوان سے پیش کی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر آصفہ شاکرہ صاحبہ اپنے دماغ سے کوئی اچھی کہانی تحریر کرتیں۔ منور احمد صاحب مرزا کو تشحیذ جیسے بہترین رسالہ میں "ظالم بلّی" جیسی فضول کہانیاں زیب نہیں دیتیں۔ محمد اکرم صاحب جاوید نے "یکں دن بھر کیا کرتا ہوں" میں اپنی جی بھر کے تعریفیں کیں۔ البتہ "لاتوں کے بھوت" اور "موہن جوڈارو کی سیر" پسند آئے۔ فیض صاحب کی نظم اور نظم سچائی، تعارف بھی اچھی رہیں*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصور احمد طاہر
ربوہ

مہمان کی پسند

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انور کسی دفتر میں معمولی ملازم تھا لیکن اس شان و شوکت سے رہتا تھا کہ لوگ اسے بہت امیر آدمی سمجھتے تھے۔ انور بہت چالاک آدمی تھا۔ ایک دفعہ اس کے ہاں اس کا ایک دوست بہت مدت کے بعد ملنے کے لئے آیا۔ انور کے گھر میں اس وقت کوئی بھی ایسی چیز نہ تھی جسے وہ مہمان کے سامنے پیش کر سکے۔ انور کی بیوی بہت پریشان ہوئی کہ اب انہیں شرمندہ ہونا پڑے گا۔ جب انور نے بیوی کو پریشانی کے عالم میں دیکھا تو (قہقہہ لگاتے ہوئے) بولا۔ بیگم تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں خود ہی سب انتظام کر لوں گا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے دوست کے پاس چلا گیا۔ کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد انور نے کہا دوست! تم اِس وقت کیا پسند کرو گے۔ چائے بنوا دوں یا دودھ ہی پی لوگے۔

دوست :- میاں انور اتنا وقت تو میرے پاس نہیں ہے کہ تم چائے بنوا سکو اور نہ ہی دودھ منگوا سکو۔ رہنے ہی دو۔

انور :- نہیں بھئی بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اتنے عرصہ کے بعد آئے ہو اور کھائے پیئے بغیر چلے جاؤ۔

دوست :- اچھا تو پھر دودھ ہی پی لوں گا۔

انور :- ٹھیک ہے۔ میں ابھی دودھ منگوا دیتا ہوں۔ ہاں یار۔ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں کہ دودھ بکری کا ہو یا بھینس کا۔

دوست :- میں نے تو کبھی بکری کا دودھ نہیں پیا۔

انور :- اچھا تو دودھ بھینس کا ہی مل جائے گا مگر دودھ گرم ہو یا ٹھنڈا۔

دوست :- (حیرت سے) انور تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ بھلا ٹھنڈا دودھ بھی پیا جاتا ہے۔

انور :- (قہقہہ لگاتے ہوئے) یار میں تو صرف اِس لئے پوچھ رہا ہوں کہ ہر چیز تمہاری پسند کے مطابق ہو۔ کیونکہ مختلف لوگوں کی پسند مختلف ہوتی ہے۔

دوست :- بھئی اگر منگوانا ہے تو جلدی کرو مجھے دیر ہو رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انور :- (ہنستے ہوئے) ابھی، لو لیکن یہ تو بتاؤ دودھ پھیکا ہو یا میٹھا۔

دوست :- انور آخر یہ تمہیں آج ہو کیا گیا ہے مَیں ہمیشہ دودھ شکر ڈال کر پیتا ہوں۔

انور :- ارے میاں خفا کیوں ہوتے ہو۔ مَیں تمہاری پسند کے خیال سے پوچھ رہا ہوں ہاں تو دودھ میں شکر کم ہو یا زیادہ۔

دوست :- مجھے کم شکر پسند ہے۔

انور :- ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ کم شکر پینا ہی فیشن ہوتا جا رہا ہے۔ ہاں یہ تو کہو دودھ گلاس میں ہو یا کپ میں۔

دوست :- (غصّے سے) اوہو بھئی جس میں ہو گا پی لوں گا۔ مجھے دیر ہو رہی ہے اور تم اتنے سوال کر رہے ہو۔ گلاس میں ہی لے آؤ۔

انور :- (ہنستے ہوئے) ابھی آ جاتا ہے۔ مجھے تو صرف تمہاری پسند کا خیال ہے۔ اب صرف یہ بتاؤ کہ گلاس شیشے کا ہو یا پیتل کا۔

دوست :- ارے یار مجھے تو تم پاگل معلوم ہوتے ہو۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ گلاس کسی چیز کا ہو۔ پیتل کا ہی مل جائے تو ٹھیک ہے۔

انور :- مگر یار گلاس پر پھول بنے ہوں یا سادہ ہی ہو۔

دوست :- پھول والا ہی لے آؤ۔

انور :- بہت خوب۔ بس اب صرف ایک بات باقی ہے وہ بھی بتاؤ تو مَیں ابھی دودھ لے آؤں گا۔ پھول موتیوں کے بنے ہوئے ہوں یا کسی اَور چیز کے۔

دوست :- غصّہ کے مارے بُرا حال تھا کہنے لگا مَیں جا رہا ہوں کیونکہ مجھے دیر ہو رہی ہے۔ مجھے ایسا دودھ نہیں چاہیئے۔ یہ دودھ تمہیں ہی مبارک ہو۔ یہ کہہ کر یہ جا وہ جا۔

انور تو آوازیں ہی دیتا رہ گیا۔ ارے بھئی دودھ تو پیتے جاؤ۔ یہ تو مہمان نوازی کے خلاف ہے کہ مہمان کچھ کھائے پیئے بغیر چلا جائے۔ لیکن دوست صاحب یوں بھاگے کہ پیچھے مُڑ کر دیکھنے کی تکلیف تک گوارا نہ کی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

• فرعون کا اصلی نام طوطخ حامون تھا۔

• ناروے میں ایک کاغذ کا گرجا ہے جس میں دس ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔

• دنیا کی سب سے بڑی کتاب برطانیہ کے عجائب گھر میں ہے جس کو اُٹھانے کے لئے تین آدمیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

(طارق احمد بٹ۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گڑیا

(خواجہ منیر احمد۔ سرگودھا)

میرا نام غزالہ ناہید تھا۔ مَیں چوتھی جماعت میں پڑھتی تھی۔ ابّو اور امّی مجھے پیار سے گُڈّی کہتے تھے۔ والدین مجھ سے اِس لئے بھی زیادہ پیار کرتے تھے کیونکہ مَیں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ صُبح اُٹھنا۔ نماز پڑھنا۔ ناشتہ کرکے وقت پر سکول جانا میرا روز کا معمول تھا۔ وقت کی پابندی اور سکول کا کام باقاعدگی سے کرنے پر میری استانی صاحبہ بھی مجھے بہت چاہتی تھیں۔ اس سے زیادہ پڑھائی لکھائی میں باقاعدگی کا ثبوت اَور کیا ہو سکتا ہے کہ لوگ میری میّت کے اِردگِرد برف کی سلیں جما رہے تھے لیکن میرا بستہ اور کتابیں۔ ابھی تک بکھری پڑی تھیں اور جو سوال مَیں نے کاپی میں اُتارے تھے شاید اُن کی سیاہی بھی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی۔ آپ حیران نہ ہوں کہ مَیں یہ کیا کہہ رہی ہوں۔ لیکن یہ سچ ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ رُوح نہیں مرتی۔ جب روح نہیں مرتی تو وہ سب کچھ دیکھ سکتی ہے۔ مَیں اب بھی سب کچھ دیکھ سکتی ہوں۔ لیکن کیا کہوں؟... وہ کپڑے جو میرے ابّو میرے لئے لائے تھے اور میری امّی نے بڑے پیار کے ساتھ خود سی کر مجھے پہنانے کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ اب وہ مَیں پہن نہیں سکتی۔ میری چیزیں میرے لئے بیکار ہو گئی ہیں۔ اب مَیں اپنی کتاب نہیں پڑھ سکتی۔ مَیں اپنی گڑیا کی شادی نہیں کر سکتی۔ میری گڑیا اب عمر بھر میرا انتظار کرتی رہے گی لیکن مجھ سے مِل نہیں سکے گی۔ میری کتابیں ختم ہو جائیں گی اور میری دوات کی روشنائی پھیکی پڑ جائے گی۔ لیکن ان کو میری سرپرستی حاصل نہ ہو سکے گی۔

مَیں نے کہا تھا نا کہ مَیں سب کچھ دیکھ سکتی ہوں اور مَیں سب کچھ دیکھ کر خوش بھی ہوتی ہوں لیکن خدا گواہ... مَیں اپنی امّی کو روتا ہُوا نہیں دیکھ سکتی... ابّو کو غمزدہ دیکھ کر مجھے بڑا دُکھ ہوتا ہے... لیکن مَیں کیا کر سکتی ہوں۔ ان کو رونے سے کیسے روکوں... انہیں کیونکر تسلّی دوں اور پھر کِس مُنہ سے... یہ دن شاید انہیں نہ دیکھنے پڑتے اگر مجھ سے ایک ننّھی مُنّی غلطی سرزد نہ ہوتی...

گُڈّی کی سہیلی نے تقریباً چیختے ہوئے دریافت کیا کہ... گُڈّی وہ کونسی ایسی غلطی تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس نے تمہاری جان لے لی۔ تمہاری امّی اور ابّو رو رو کر ہلکان ہوگئے۔ تمہارے بھائیوں کے چہروں پر اُداسی چھا گئی جس نے گُڑّی کے نام کو خواب میں بدل دیا اور تم ہمیشہ کے لئے اپنے عزیز و اقارب سے جُدا ہو گئی۔

گُڑّی کی آنکھوں میں آنسوؤں کی پھلجھڑی لگ گئی اور اس نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے... وہ چاہے تو بڑی سے بڑی خطا کو معاف کر دے اور چاہے تو چھوٹی سی غلطی پر بھی سزا دے دے ...لیکن یہاں تو معاملہ ہی الگ نوعیّت کا ہے ...میری موت کی اذیّت تو میرے والدین کو پہنچی ہے۔

اب مَیں بتاتی ہوں کہ وہ غلطی کیا تھی جو میرے والدین کو عمر بھر رُلاتی رہے گی.. مَیں سکول کا کام کرنے کے بعد اپنے بھائیوں کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو گئی۔ کھیلتے کھیلتے مَیں صحن کی دیوار پر چڑھ گئی۔ مَیں پہلے بھی گھر کی اس دیوار پر بارہا چڑھی اُتری تھی لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ اِس مرتبہ مَیں زمین سے اتنا بلند ہو کر یکایک زمین کی گہرائیوں میں دفن ہو جاؤں گی۔ اور مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ موت کے سائے میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ کھیل ہی کھیل میں میرا پاؤں پھسل گیا اور مَیں دھڑام سے زمین پر آ رہی۔ مجھے ابھی تک یاد ہے چوٹ میرے سر میں آئی تھی اور مجھے ہسپتال لے جایا گیا تھا جہاں مَیں زخموں کی تاب نہ لا کر ہمیشہ کے لئے دارالفنا سے دارالبقا کو رخصت ہو گئی۔

مَیں یہاں بہت خوش ہوں۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ مَیں سب کو دیکھ سکتی ہوں لیکن ایک صدمہ میرے دل میں ہے کہ کاش مجھ سے یہ ننھی مُنّی غلطی سرزد نہ ہوتی... میرے ابّو، امّی اور بھائیوں پر غم و الم کے پہاڑ نہ ٹوٹتے۔ جبکہ امّی نے مجھے دیوار پر چڑھنے سے منع کر رکھا تھا۔ شاید امّی کے حکم کی نافرمانی سے اللہ میاں ناراض ہو گئے ہوں۔

تم میری سہیلی ہو اور میری ہم جماعت بھی۔ مَیں تمہیں نصیحت کرتی ہوں کہ اپنی امّی اور ابّو کے حکم کی تعمیل کرنا۔ کبھی ان کا دل نہ دکھانا جس بات سے وہ منع کریں اس سے رُک جانا اور جو وہ کام کہیں فوراً عمل کرنا۔ تم میرے ابّو اور امّی سے کہہ دینا کہ گُڑّی آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگرچہ میرے ابّو اور امّی مجھے بھول نہیں سکتے لیکن میری مستقل غیر حاضری پر انہیں صبر آ ہی گیا ہوگا۔ انہیں تو ویسے بھی خوش ہونا چاہیئے۔ وہ خود ہی تو کہتے تھے کہ "بچّے تو جنتی ہوتے ہیں"۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ میری آنکھ کھل گئی۔ رات کا نقشہ میرے ذہن پر چھایا ہوا تھا۔ وہی گُڑّی جو شرارت کی پُڑیا تھی بے حس و حرکت چارپائی

(باقی صـ۴۲ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسنِ سلوک

مرزا مظفر احمد کریم
صدر حیدرآباد

پیارے اور عزیز بچو! آپ نے بایزید بسطامیؒ کا نام تو یقیناً سُنا ہوگا۔ بچو یہ ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ یہ بچپن ہی سے بہت نیک اور صالح تھے۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ ماں باپ کے فرمانبردار بیٹے تھے۔ جھوٹ سے آپ کو بڑی نفرت تھی۔ نماز اور قرآن کے بہت پابند تھے۔ ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ بڑے ہو کر بھی آپ نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان کے نام لیوا دُنیا میں موجود ہیں۔ آپ اکبر مشائخ اور اعظم اولیاء اللہ تھے۔ آپ بڑے صاحبِ ریاضت و کرامت تھے۔ آپ کو قُربِ الٰہی بھی حاصل تھا احادیث و روایات بیان کرنے میں آپ کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔ بچو آج ہم آپ کو انہی کی زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ سُناتے ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ قبرستان کی جانب سے تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان جو بسطام ہی کا رہنے والا تھا چکارہ بجا رہا ہے۔ چکارہ کی آواز سُنکر آپ نے فرمایا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔ جب اس جوان لڑکے نے آپ کی زبان سے یہ الفاظ سُنے تو اس نے وہی چکارہ پُوری قوت سے بایزید بسطامیؒ کے سر پر دے مارا جس کی وجہ سے آپ کا سر شدید زخمی ہو گیا اور وہ چکارہ بھی ٹوٹ گیا۔ بڑی مشکل سے آپ گھر پہنچے اور پھر آپ نے اس چکارہ کی قیمت اور کچھ حلوہ اس نوجوان کے گھر بھجوایا اور یہ بھی کہلوا دیا کہ ان پیسوں سے نیا چکارہ خرید لینا اور یہ حلوہ کھا لینا تاکہ چکارہ ٹوٹنے کا جو غم تمہیں ہُوا ہے وہ جاتا رہے۔

تھوڑی دیر بعد وہ نوجوان وہ حلوہ اور پیسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور پیسے اور حلوہ آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور پھر آپ کے قدموں میں گر گیا اور لگا گڑگڑا کر معافی مانگنے۔ آپ نے اس نوجوان کو بخوشی معاف فرما دیا۔

دیکھا بچو آپ نے بایزید بسطامیؒ کا حُسنِ سلوک۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دوسروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِن سے ملئے

مور اور ٹارچی

دواخانے میں

(سیّد کلیم محمود۔ کراچی)

ٹارچی نے ایک دکان کرایہ پر لے کر وہاں دواخانہ کھول لیا ہے۔ مور اس کا کمپونڈر ہے ایک اَن پڑھ مریض آتا ہے

ٹارچی:۔ ہاں بھئی! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

مریض:۔ ڈاکٹر صاحب! مجھے سخت بخار ہو گیا ہے۔

ٹارچی:۔ (مریض کو دیکھنے کے بعد) مور! اِس کے لئے دوائی بناؤ...

(مریض سے) یہ لو دوا... دو چمچے صبح کھانا اور دو چمچے شام کو۔

مریض:۔ (پریشان ہو کر) ڈاکٹر صاحب! کچھ چمچے کم کر دیں۔ اتنے تو ہمارے گھر میں بھی نہیں ہیں۔

ٹارچی:۔ اوہو... میرا مطلب ہے چمچوں کے ذریعے دوائی پینا۔

مریض:۔ (سمجھ کر) اچھا ڈاکٹر صاحب... ورنہ تو مجھے دوسری دُنیا نظر آ رہی تھی۔

اتنے میں ڈاکٹر کا ایک پرانا مریض آتا ہے۔

ٹارچی:۔ آئیے... اب کیا حال ہے؟

مریض:۔ ڈاکٹر صاحب! کچھ فرق نہیں۔ ویسی ہی طبیعت ہے۔

ٹارچی:۔ مَیں نے آپ سے ایک سال کے بچے کی سی خوراک کھانے کو کہا تھا۔ کیا آپ نے کھائی۔

مریض:۔ جی ہاں! کھائی تھی۔

ٹارچی:۔ کیا کھایا تھا۔

مریض:۔ نارنگی کے چھلکے۔ تھوڑی سی مٹی۔ ایک شیشے کی گولی۔ کچھ کاغذ کے ٹکڑے وغیرہ۔

ٹارچی:۔ اوہو... حد کر دی آپ نے بھی۔ اجی میری مُراد ہلکی غذا کھانے سے تھی۔ اچھا یہ دیکھو۔ ایک گولی صُبح کھانا... ایک دوپہر ... اور ایک شام۔

مریض:۔ ڈاکٹر صاحب! اگر مجھ میں گولی کھانے کی ہمّت ہوتی تو مَیں کب سے فوج میں بھرتی ہو گیا ہوتا۔

ٹارچی:۔ جناب مَیں بندوق کی گولی کھانے کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں کہہ رہا بلکہ یہ دوائی کی گولی کھانے
کو کہہ رہا ہوں۔

مریض :- اوہو... پھر تو ٹھیک ہے جناب!

ٹارچی :- اچھا یہ بتاؤ رات کی دوائی پی لی تھی؟

مریض :- نہیں جناب! وہ تو لال تھی۔

ٹارچی :- اجی میرا مطلب ہے دوائی کی خوراک
پی تھی یا نہیں؟

مریض :- ہاں ڈاکٹر صاحب! پی تھی۔

ٹارچی :- اچھا اب آپ گھر پر آرام کیجئے...

دوسرے مریض انتظار کر رہے ہیں۔

ایک مریض آتا ہے۔

ٹارچی :- فرمائیے! کیا تکلیف ہے آپ کو؟

مریض :- ڈاکٹر صاحب! میں جیسے ہی آنکھیں بند
کرتا ہوں تو میری آنکھوں کے سامنے
اندھیرا چھا جاتا ہے۔

ٹارچی :- اوہو! یہ تو قدرتی بات ہے۔

مریض :- نہیں جناب... میں تو اِس مرض سے
بہت پریشان ہوں۔

ٹارچی :- بھئی دیکھو... ہم آنکھیں بند کرتے ہیں
تو ہماری آنکھوں کے سامنے بھی اندھیرا
چھا جاتا ہے... اچھا اور کیا بیماری ہے؟

مریض :- اور جناب... زیادہ کام کرنے سے
جلد تھکان ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی
بخار بھی ہو جاتا ہے۔

ٹارچی :- اچھا! (مورے سے) ان کو ٹیکہ لگاؤ۔

(مریض سے) آپ دو تین ٹیکے لگوا لیں
بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔

مورے :- لیجئے جناب... ٹیکہ لگوا لیجئے۔

(ٹارچی کی طرف دیکھ کر) ٹارچی! اگر
مریض مر گیا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گا۔

مریض :- (چونک کر) ہیں... میں مر جاؤں گا؟

ٹارچی :- نہیں جناب! آپ گھبرائیے نہیں۔ لیجئے
میں ٹیکہ لگا دیتا ہوں... لیجئے ٹیکہ لگ
گیا... اور کل پھر آئیے گا۔

ایک بوڑھا مریض آتا ہے۔

مریض :- ڈاکٹر صاحب! میری دائیں ٹانگ میں
سخت درد ہے۔

ٹارچی :- یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔

مریض :- مگر ڈاکٹر صاحب! میری بائیں ٹانگ
بھی تو اسی عمر کی ہے۔

ٹارچی :- اچھا... کب سے ٹانگ میں درد ہے؟

مریض :- کوئی ایک مہینہ سے ہے۔

ٹارچی :- تو پہلے آپ نے علاج نہیں کروایا۔

مریض :- ڈاکٹر صاحب! میں نے سوچا پیسے خرچ
ہوں گے بس اِس لئے...

ٹارچی :- اچھا یہ لو... تین گولیاں کھانا اور اس
دوائی کی ٹانگ پر مالش کرنا۔

مریض :- اچھا جناب... کتنے پیسے دوں۔

ٹارچی :- پانچ روپے دے دیں۔

مریض :- ڈاکٹر صاحب! میرے ساتھ کچھ رعایت

(باقی صہ ۲۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطفال الاحمدیہ کی خبریں

جلسہ یوم والدین

مجلس اطفال الاحمدیہ حلقہ عزیز آباد کراچی کا یہ جلسہ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۷۱ء کو حلقہ کی مسجد میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کراچی کے ناظم اطفال جناب بشیرالدین صاحب عباسی نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ اس اجلاس میں اطفال کی حاضری سو فیصد تھی۔

اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو بشیر احمد راجپوت نے کی۔ اسکے بعد نظم افتخار احمد نے پڑھی۔ بعدازاں مندرجہ ذیل تین اطفال نے اطاعتِ والدین کے موضوع پر تقریریں کیں:۔

۱۔ عبدالرحمٰن نوید ۲۔ مظفر احمد تنویر
۳۔ ظفر احمد ملک۔

اجلاس میں دیگر آٹھ اطفال نے بڑی خوش الحانی کے ساتھ نظمیں پڑھیں۔ سب سے آخر میں محمد ظفراللہ نے طفل کا ترانہ سب اطفال کے ساتھ مل کر بلند آواز میں دوہرایا۔

اِس اجلاس میں مولوی عبدالحمید صاحب صدر حلقہ نے جو کہ مربّی اطفال بھی ہیں اپنی پُرمعارف تقریر سے اطفال کو نوازا۔ اس کے بعد صاحبِ صدر نے اطفال سے چند اہم باتیں کیں جن میں مرکزی امتحانات کی تیاری اور حلقہ میں اجتماع کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اجلاس کا اختتام دعا پر ہوا۔ اس کے بعد سب اطفال نے دیگر بزرگان کے ساتھ مل کر حلقہ کی لائبریری میں چائے پارٹی میں شرکت کی۔ اس چائے پارٹی کا انتظام منتظم اطفال ارشد احمد صاحب محمود اور حلقہ کے زعیم مرزا عزیز احمد صاحب نے کیا۔ پارٹی کے بعد مولوی عبدالحمید صاحب نے دعا کرائی۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم نونہال بچے اپنے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں اور اپنے والدین اور بزرگان کی اطاعت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

(سیکرٹری عمومی حلقہ عزیز آباد)

✦

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفریحی پکنک

مجلس اطفال الاحمدیہ ۱۲۱ ج۔ب گوکھووال کے زیر اہتمام ۲۳ مئی بروز اتوار ایک تفریحی پکنک منائی گئی جس کے ساتھ ہی کلوا جمیعًا کے پروگرام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اطفال نے باہمی تعاون سے خود ہی کھانے کا تمام بندوبست کیا اور تقریباً دس بجے کے قریب گاؤں کے نزدیک ایک راجباہ پر چلے گئے۔

نہانے کے لئے اطفال کو معیار کبیر اور معیار صغیر کے مطابق راجباہ میں دو مختلف مقام دے دیئے۔ نہانے کے دوران خاکسار نے اطفال کی نگرانی کی اور انہیں نہانے کے آداب سے آگاہ کیا معیار کبیر میں سے تین اطفال عرفان احمد۔ انس احمد اور رافع کریم نے سالن خود تیار کیا۔ چپاتیاں گاؤں سے پکوا لی گئیں اور ٹھیک بارہ بجے تمام اطفال کھانا کھانے کے لئے ہاتھ منہ دھو کر صفوں میں بیٹھ گئے۔ کھانے سے قبل ایک مختصر سا اجلاس ہوا جس میں اطفال کو کھانے کے آداب بتائے گئے اور جن کی سختی سے پابند کرنے کی تاکید کی۔ غلط طریق سے کھانے والے اطفال کو فرداً فرداً کھانے کا طریق سمجھایا گیا۔ چار غیر از جماعت احباب کو بھی کھانا کھلایا گیا جو اطفال کے اس منظم طریق سے کھانا کھانے کے منظر سے بہت متاثر ہوئے۔

کھانے کے بعد اطفال میں خربوزے تقسیم کئے گئے اور اطفال کو دوبارہ نہانے کی اجازت دے دی گئی۔ نماز ظہر کے قریب تمام اطفال گھروں کو واپس ہوئے اور نماز ظہر مسجد میں آکر ادا کی۔

(ناظم اطفال مجلس اطفال الاحمدیہ ۱۲۱ ج۔ب گوکھووال ضلع لائل پور)

تربیتی کلاس

مورخہ ۸۔۹ مئی بروز ہفتہ، اتوار کروندی ضلع خیرپور میں خدام و اطفال کی ایک تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ خدا کے فضل سے یہ کلاس نہایت خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوئی۔ حلقہ کی تمام مجالس کے نمائندگان نے اس کلاس میں شمولیت کی۔ اسکے علاوہ ضلع نواب شاہ سے بھی چار مجالس کے نمائندگان شامل ہوئے۔

پروگرام کے مطابق ۸ مئی بروز ہفتہ تین بجے بعد دوپہر کلاس کا افتتاح خاکسار (قائد علاقائی) نے کیا۔ تلاوت کے بعد عہد دہرایا گیا۔ اور پھر افتتاحی تقریر میں خاکسار نے تربیتی کلاس جاری کرنے کے مقاصد اور اس سے پوری طرح فائدہ اٹھانے اور اس دوران خاص کر ذکرِ الٰہی کرنے کی طرف خدام و اطفال کو توجہ دلائی۔ اب جبکہ دلائل کے لحاظ سے جماعت کو غلبہ مل چکا ہے ہمیں اپنی عملی حالت کو ٹھیک کرنا چاہیئے۔ سو خدام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

و اطفال کو چاہیئے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں تاکہ آنے والے وقت میں ٹھیک رنگ میں دُنیا کے معلم بن سکیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے ساتھ یہ پروگرام شروع کیا گیا۔ قرآن کریم اور حدیث کا درس مکرم مولوی نذیر احمد صاحب ریحان مربّی سلسلہ احمدیہ نے دیا آپ کے بعد ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس مکرم مولوی نصراللہ خاں صاحب ناصر مربّی سلسلہ احمدیہ مقیم نواب شاہ نے دیا۔ اس کے بعد محترم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربّی سلسلہ احمدیہ حیدرآباد نے وفاتِ مسیح علیہ السلام کے متعلق ایک قرآنی آیت اور دلائل کے ساتھ اسکی تشریح کی اور خدام و اطفال کے اچھی طرح ذہن نشین کرائی گئی۔ اکثر خدام نے یہ آیت اُسی وقت یاد کر لی۔ اس کے بعد اجتماعی وقارِ عمل کا پروگرام تھا جس میں سب مجالس کے خدام و اطفال نے حصّہ لیا۔ کوئی ڈیڑھ سو گز لمبی اور چھ گز چوڑی گلی کی صفائی کی گئی اور کئی من کوڑا کرکٹ خدام و اطفال نے سروں پر اُٹھا کر دُور لیجا کر پھینکا۔ شہر والوں پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا صفائی کے بعد گلی میں پانی کا چھڑکاؤ بھی کیا گیا تاکہ مٹی بیٹھ جاوے۔ اس وقارِ عمل میں ۸ مجالس کے ۲۸ خدام اور ۲۲ اطفال نے حصّہ لیا۔ یہ وقارِ عمل کوئی گھنٹہ تک جاری رہا۔ وقارِ عمل کے بعد نمازِ مغرب ادا کی گئی۔ پھر کھانے کا پروگرام تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر نماز عشاء ادا کی گئی۔ اور پھر جلسہ سیرت النبیؐ کا پروگرام تھا جس میں جملہ خدام و اطفال کے علاوہ مقامی جماعت کے سب دوست اور بہت سے غیر از جماعت احباب بھی شریک ہوئے۔ یہ اجلاس گیارہ بجے شب ختم ہوا۔ اس اجلاس میں چار تقریریں ہوئیں۔

مورخہ ۹۔ مئی کو صبح خدام و اطفال کو چار بجے بیدار کیا گیا اور نمازِ تہجّد محترم مولانا غلام احمد صاحب فرخ کی اقتداء میں ادا کی۔ نمازِ فجر کے بعد محترم مولانا فرخ صاحب نے درس قرآن کریم دیا۔ پھر خدام و اطفال کو ناشتہ کے لئے اجازت دی گئی۔ بعد ازاں ۸½ بجے کے قریب کلاس کی کارروائی شروع ہوئی جس میں پہلے پندرہ پندرہ منٹ کی دو تقریریں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفاتِ مسیح علیہ السلام پر علی الترتیب مکرم مولوی نصراللہ خاں صاحب ناصر اور مکرم مولوی نذیر احمد صاحب ریحان نے کیں۔ پھر محترم مولانا غلام احمد صاحب فرخ نے تختہ سیاہ پر خدام و اطفال کو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قرآن کریم سے دو آیتیں لکھوائیں اور تشریح بھی کی اور ایک حدیث بھی اچھی طرح ذہن نشین کرائی۔ پھر خدام سے اس کا امتحان بھی لیا۔ خدام نے محترم مولانا صاحب کی تشریح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مطابق یاد کئے ہوئے الفاظ دہرائے۔ یہ پروگرام کوئی ۱/۲ ۴ گھنٹہ تک جاری رہا۔ پھر قرآن کریم ناظرہ زبانی سُنا گیا۔ یہ انعامی مقابلہ تھا جس میں سب خدام و اطفال نے حصّہ لیا۔ ججز صاحبان کے فیصلہ کے مطابق اوّل۔ دوم اور سوم آنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ ایک بجے یہ اجلاس ختم ہُوا۔ دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر آخری اجلاس کا پروگرام محترم مولانا غلام احمد صاحب فرخ کی صدارت میں شروع ہُوا تلاوت قرآن کریم کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے اور پھر مولوی صاحبان نے خدام و اطفال کو اپنی تقریروں میں مفید نصائح سے نوازا۔ بعدہٗ مکرم منظور احمد صاحب قائد مقامی نے احبابِ جماعت کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس کلاس کو کامیاب بنانے میں حصّہ لیا۔ آخر میں خاکسار نے اختتامی تقریر کی جس میں خدام و اطفال کو جو کچھ دو دنوں میں یاد کیا تھا اس کو یاد رکھنے بلکہ اس سے بھی آگے نکلنے کی تلقین کی اور علاقہ میں خدام و اطفال کی تنظیم کے متعلق بتایا اور باہر سے آنے والی مجالس اور مقامی مجلس کے جملہ خدام و اطفال اور مربّی صاحبان کا شکریہ ادا کیا اور دعا پر جو محترم مولانا فرخ صاحب نے کرائی کلاس اختتام پذیر ہوئی اور سب خدام و اطفال کو گھروں کو جانے کی اجازت دی گئی۔

یہ کلاس جو حلقہ کی کلاس تھی خدا کے فضل سے باوجود فصل کی کٹائی کے موسم کے کامیاب رہی۔ اس کلاس میں خدام کی حاضری ۳۰ - ۳۵ اور اطفال کی ۲۰ - ۲۵ کے درمیان رہی۔ گوٹھ محمد صادق کے سو فیصد خدام و اطفال نے حصّہ لیا۔ اس کے علاوہ کروندی۔ جمال پور۔ گوٹھ علی محمد۔ دیہہ مروڑا۔ بھریا روڈ۔ رحمٰن آباد گوٹھ عبدالحمید اور باندھی کے خدام و اطفال نے حصّہ لیا۔ اللہ تعالےٰ سب حصّہ لینے والوں کو جزائے خیر دے۔ اور اس کلاس کے نیک نتائج پیدا کرے۔

مقامی قائد صاحب (کروندی) اور باقی مقامی احباب نے پورا تعاون کیا۔ مہمان خدام و اطفال کے کھانے کا انتظام تھا اور مقامی خدام و اطفال نے اپنے گھروں سے کھانا کھایا۔

مکرم منظور احمد صاحب قائد۔ مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب۔ مکرم نصیر احمد صاحب طاہر۔ مکرم منیر احمد صاحب اور مکرم مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک ایک وقت کا کھانا مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے۔ اِس طرح یہ دو روزہ تربیتی کلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(شریف احمد ویڑھوی قائد علاقائی خدام الاحمدیہ خیرپور ڈویژن و ضلع خیرپور از باندھی ضلع نواب شاہ)

Monthly **TASH-HEEZ-UL-AZHAN** *Rabwah*

August 1971 Zahur 1350 H.S. Regd. No. L7128

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا کہ

میں تیرے ماننے والوں کو دنیا کا استاد بناؤنگا

پیارے بچو !

دنیا کے استاد بننے کے لئے عالی دماغ ہونا ضروری ہے اور دماغ کو طاقت دینے کیلئے

مقوی دماغ گولیاں

از حد مفید ہیں ۔

اچھے طالب علم اور ذہنی کام کرنیوالے ہمیشہ انہیں استعمال کرتے ہیں

آپ بھی یہ گولیاں استعمال کریں تاکہ جلد جلد علم کے خزانے سمیٹ سکیں

★ حکیم نظام جان اینڈ سنز ★

گوجرانوالہ و ربوہ

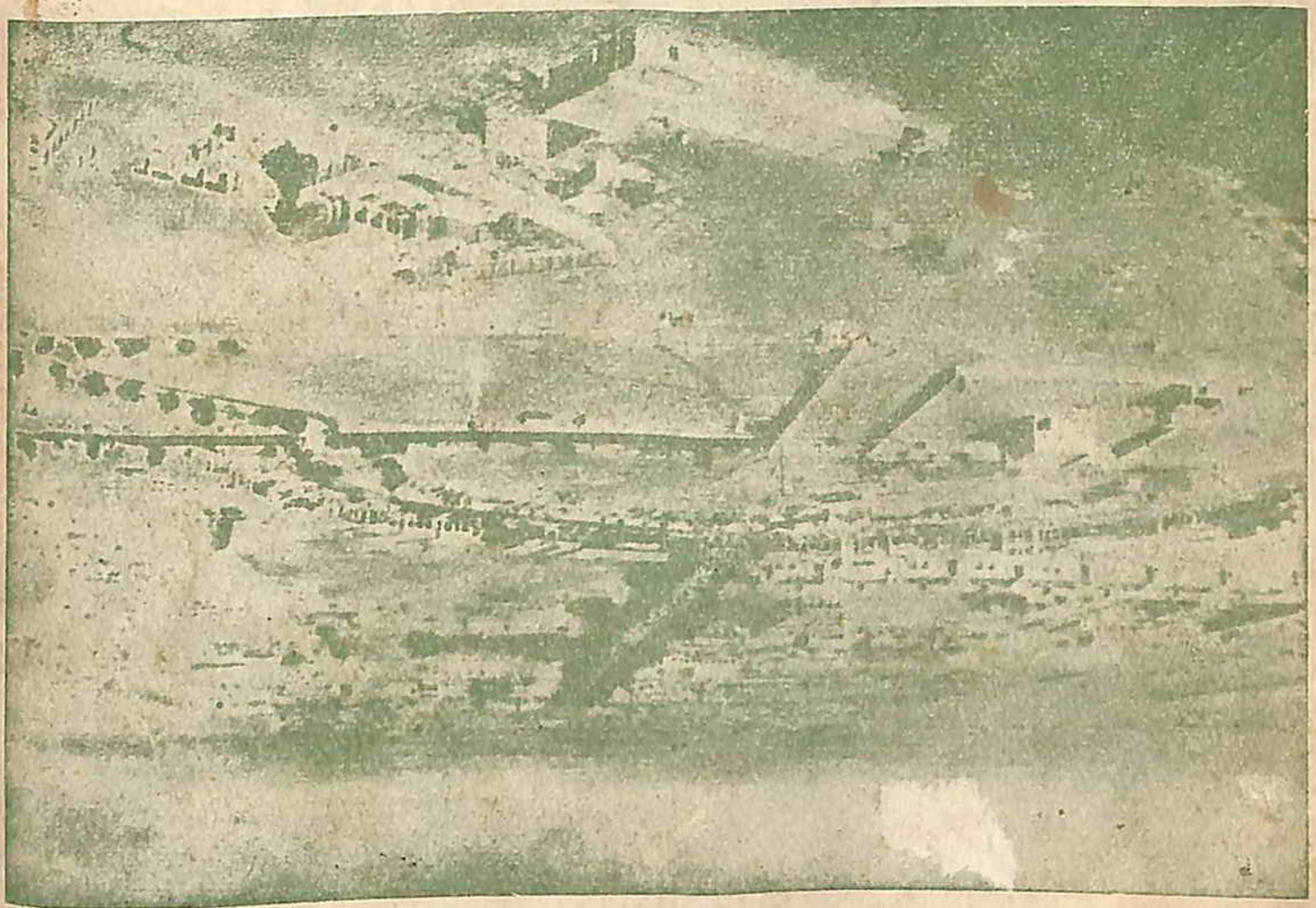

ربوہ کا ایک فضائی منظر

نصرت آرٹ پریس ربوہ